(۱) البیان

فی اعجاز القرآن

صلاح عبدالفتاح الخالدی ناشر: اردن، عمان، دار عمار للنشر والتوزیع ۱۴۱۳ھ
صفحات: ۴۰۳

قرآن کریم اللہ تعالٰی کا کلام ہے یہ قوانین، دستورات اور حقائق کا مجموعہ ہے۔ ایک سادہ، واضح اور دلنشین انداز میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت کا خزانہ ہے جس تاریک اور وحشت زدہ معاشرے کو آیات قرآنی نے اپنے نور سے منور کیا اس میں عربی ادب اپنے عروج پر تھا، فخر ومباحات کا سب سے بڑا معیار شعر و شاعری اور خطابت و بیان کو قرار دیتے تھے۔ قرآن نے سب کو مقابلہ کی دعوت دی۔ اگر کوئی مقابلے پر آیا تو ذلت و رسوائی کے علاوہ اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

علمائے اسلام اور متکلمین حضرات نے قرآن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور اس سلسلے میں گراں قدر کتب تالیف کی ہیں۔ تیسری صدی کے دوسرے نصف میں اعجاز قرآن پر تحریر کی گئی کتب کے آثار ملے ہیں۔ ان کتب کے تحریر کرنے کی وجوہات کا یہاں پر بیان کرنا مشکل ہے۔ تیسری صدی ہجری کے اواخر سے پہلے اعجازِ قرآن کی اصطلاح کا رواج نہ تھا محمد بن یزید واسطی (۳۰۶ م) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس عنوان کے ساتھ کتاب لکھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک علماء نے بہت ساری کتب اس باب میں تحریر کی ہیں۔ ڈاکٹر صلاح الفتاح صاحب نے بھی اس موضوع پر مفید کتاب لکھی ہے۔ ان کی پہلی کتاب ''علوم القرآن و اصول التفسیر'' تھی۔ مصنف نے کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے حصے میں لغت اعجاز اور اس کے مشتقات پر تبصرہ کیا ہے۔(ص۱۵ تا ۲۵) اعجاز سے ملتے جلتے دیگر الفاظ کا ذکر دوسرے حصے میں کیا ہے۔(ص۲۶ تا ۲۹)

اعجاز سے متعلق تحقیق لغت ''اعجاز'' اور اس سے مربوط لغات کا قرآن میں بیان (ص۲۹ تا ۴۵)

انبیائے کرام اور پیغمبر اسلامؐ کے معجزات کی کیفیت اور ان کے معجزات کے درمیان فرق (ص۴۷ تا ۶۱)

بعد والی مباحث میں مشرکوں وغیرہ کو قرآن کی مثل لانے کی دعوت کا بیان ہے فصل اول کی بحث نمبر چھ میں سید قطب کی تفسیر کی روشنی میں ان آیات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔(ص۶۱ تا ۷۱) اس کے بعد نزول قرآن کے وقت عرب دنیا میں فصاحت و بلاغت، شعروشاعری اور تقریر و خطابت کے عروج کا بیان ہے تاکہ اندازہ ہو کہ قرآن کریم نے کن حالات میں اور کن افراد سے مقابلے کا اعلان کیا تھا۔(ص۷۱تا۸۸) پھر سورہ کوثر، جو قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے، کا ادب وبلاغت کی روشنی میں تجزیہ دلنشین انداز میں کیا گیا ہے۔(ص۸۸تا۹۹)

دوسری فصل میں نظریہ اعجاز کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لیا گیا ہے اس سلسلے میں علماء اور قرآنی محققین کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ تیسری تا چھٹی صدی کے دوران علماء کے نظریات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے چوتھی صدی میں نظریہ اعجازِ القرآن پر بہت عمدہ بحث کی گئی ہے۔ البتہ دیگر صدیوں میں اس پر ہونے والی مباحث کو ہی مختصر بیان کیا گیا ہے۔(ص۱۰۱تا۱۲۶)

دوسری فصل ''الاعجاز فی اسلوب القرآن'' کے نام سے ہے اس میں قرآن کے اعجاز بیان پر تبصرہ کیا ہے اس کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ عرصہ دراز سے قرآنی محققین کے درمیان اعجازِ القرآن کی مختلف صورتوں اور ان کی وسعت پر بحث چلی آ رہی ہے۔ بعض افراد قرآن کی فصاحت و بلاغت اور مطالب و مفاہیم کے بیان کے انداز کو ہی اعجازِ قرآن قرار دیتے ہیں اور الفاظ و جملوں کی ترکیب اور انتخاب کو اعجاز کا پرتو سمجھتے ہیں۔ (التمہید ج۴/۲۸، بینات المعجزہ الخالدہ) لیکن اکثر علماء اور متکلم حضرات کے نزدیک اعجازِ قرآن کے پہلو بہت زیادہ ہیں۔(الدین والاسلام ج۲/۳۰۶)

بہر حال اعجاز پر سب کا اتفاق ہے کہ اعجازِ قرآن کا سب سے اہم اور دلنشین پہلو اعجازِ بیان ہی ہے۔ انہوں نے پہلی بحث کے مختلف پہلوؤں کو روشن کیا ہے اور اعجاز بیان کی کیفیت کو واضح کیا ہے۔(ص۱۳۳تا۱۴۴) پھر لغات کا انداز انتخاب (ص۱۴۴تا۱۶۷) حروف (حروف عاملہ) الفاظ اور جملوں کے مقام کی موزونیت اور ان کے انتخاب میں کی گئی دقت اور استواری کی نشاندہی کی گئی ہے۔

بہترین لغات، مفید الفاظ، اور ان کا جملوں اور تراکیب میں مؤثر انداز میں استعمال، قرآنی بیان کی خوبیوں، جملوں کا حیران کن نظم اور کلام کی موسیقیت کو بیان کیا گیا ہے۔ متاخر قرآنی محققین خصوصاً سید قطب کا